

محبت کے ملک کی بادشاہت

سیرت مسیح موعود کی فلاسفی اور معرفت

از تحریرات

حضرت مسیح موعود



محبت کے ملک کی بادشاہت

سیرت مسیح موعود

کی

فلاسفی اور معرفت

از: تحریرات

حضرت مسیح موعود

محبت کے ملک کی بادشاہت

مسیح موعود کی سیرت

کی

فلاسفی اور معرفت

از

تحریرات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نام کتاب	محبت کے ملک کی بادشاہت
تالیف	ملک محمد سلیم شاہد
ناشران	رضوان فاروق
	ابن حسن محمد خان حجانہ
	چودھری منور احمد چیمہ
کمپوزنگ	(یاسر) لاہور آرٹ پریس
طباعت	لاہور آرٹ پریس 15۔ نیوانارکلی، لاہور
سن اشاعت	فروری 2003
تعداد	1000

مجھے جو دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور
معارف الٰہی کے خزانے ہیں جن کو میں بفضلہٖ تعالیٰ
اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔

(روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 566)

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

باب چہارم

باب پنجم

حمد

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے — مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں — ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک — اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ یار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص — کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں — کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی — ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے — ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

ہیں تری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز — جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاگ میں — تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا — جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر — خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

☆---☆---☆

پیش رس

جس طرح چشم انسانی کے ایک چھوٹے سے نکتے میں اتنا بڑا آسمان نظر آ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک محب مسیح موعود کی آنکھ ایک لفظ میں حضرت مسیح موعود کی سیرت طیبہ کو دیکھ سکتی ہے۔ اور وہ ایک لفظ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محبت ۔ اس پاک جذبہ محبت کی کئی جہتیں کئی Dimensions ہیں اور وہ ہیں آپ کی

1 محبت خدا سے

2 محبت مصطفےٰ ﷺ سے

3 محبت قرآن سے

4 محبت انسان سے ۔

آپ نے خود فرمایا ہے کہ اس محبت کا آغاز ہوش سنبھالنے کے وقت سے ہو گیا تھا نیز فرماتے ہیں میں نے سب سے زیادہ محبت خدا سے کی ہے ایسی محبت خدا کے علاوہ کسی سے نہیں کی اور باقی محبتیں خدا کی محبت کا قدرتی و منطقی نتیجہ تھیں ۔ آپ رحمۃ اللعالمین کے ظل و بروز کی حیثیت سے ساری دنیا کے تمام اقتصادی سماجی وغیرہ مسائل کو حل کر کے امن عالم قائم کرنے والے ہیں آپ کی سیرت کی پیروی میں ساری دنیا کی تمام قسم کی مشکلات مصائب اور محرومیوں کا یقینی حل ہے۔

اس زمانے میں کتنے لیڈر آئے کیسے کیسے دعوے کئے کیسے نعرے Slogon دنیا کو دیئے ۔ مگر دنیا کی حالت مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی' کی مصداق ہے۔
جبکہ حضرت مسیح موعود نے واقعی مردوں کو زندہ ، نابیناؤں کو بینا، گونگوں کو گویا کر دیا۔ مایوسی کو اُمید میں تاریکی کو روشنی میں ویرانے کو آبادی میں بدل دیا۔ اور یہ عالمی

انقلاب آپ کے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد کی قیادت میں برق رفتاری سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ امن' سلامتی' تحفظ عالمی مسئلہ Issue ہے۔ حضرت مسیح موعود کی سیرت، تعلیم توجہ روحانی کے نتیجے میں جہاں جہاں جماعتی مراکز ہیں وہ امن کے جزیرے ہیں۔ ربوہ اور قادیان کی پر امن بلکہ امن پرور آبادیاں اس کا عملی ثبوت ہیں۔

دنیا پرستی' عالمی مسائل میں گویا ام المسائل ہے۔ سرمایہ داری، قوم پرستی، سیاسی' مذہبی فرقہ واریت، گروہ بندی، امن آشتی صلح خوشحالی کے سب سے بڑے ڈاکو ہیں۔ ان تمام لٹیروں' ڈاکوؤں کی ماں ایک ہی ہے۔ دنیا پرستی' حضرت مسیح موعود نے اپنے ذاتی نمونے اپنی تعلیم اپنی قوت قدسیہ سے دنیا کی بے جا محبت اور پرستش کی بجائے خدا' مصطفےٰ اور مخلوق خدا سے محبت کا درس دیا ہے۔ اپنی تحریروں میں بار بار فرمایا کہ ساری دنیا آپ کے ذریعہ امت واحدہ بنے گی مگر دعا نرمی اور اخلاق سے۔

جو جعلی افسر یا پیر بنتے ہیں ان کا مقصد صرف اپنی پیٹ پوجا ہوتا ہے۔ یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہیں آٹھ نو ماہ کے روزے چل رہے ہیں [1] تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے ایسا شخص جعلی دعویٰ کس لئے کرتا ہے۔ اس نکتے پر مخالفیں نے نہ غور کیا ہے نہ اس کا جواب ان کے پاس ہے۔ دراصل کسی بھی مامور من اللہ کو سمجھنے کے لئے فلسفے کی کم تقویٰ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لباس انسان کی بنیادی ضرورت زندگی Need Of Life Basic ہے۔ عبداللہ آتھم سے مناظرے کے دوران آپ نے جو کوٹ پہنا ہوا تھا اس میں بالشت بھر سوراخ تھا۔ یہ آپ کے لباس کی حالت تھی۔ پھر آپ نے فرضی دعویٰ کس لئے کیا؟ مخالفین کے پاس اس کا آج تک بلکہ قیامت تک کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ تو وہی

---

[1] یہ آٹھ نو ماہ کے روزے بھی گھر والوں سے چھپا کے رکھتے ہیں۔ جو شخص نیکی چھپا کے کرتا ہے۔ وہ بدی (وہ بھی فرضی دعویٰ ماموریت) کیسے کرسکتا ہے۔ یہ انسانی نفسیات (Human Psychology) کے سراسر خلاف ہے۔

لطیفہ ہوا'' نہ کھایا نہ پیا گلاس توڑا صاحب سے چار آنے لو' دعویٰ ماموریت سے لے کر زندگی کے آخری لمحے تک آپ نے اپنے لئے اپنے گھر والوں کیلئے نہ جائیداد بنائی نہ روپیہ جمع کیا۔ اسی وجہ سے آپ کی وفات کے وقت آپ کے حرم محترمہ حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ کو بچوں سے کہنا پڑا۔ کہ بچو! یہ مت خیال کرنا کہ والد فوت ہو گئے گھر خالی ہے تو اب ہمارا کیا بنے گا۔ تمہارا باپ آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا نہ ختم ہونے والا خزانہ چھوڑ گیا ہے جو تمہیں ملتا رہے گا۔

کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے جعلی دعویٰ دولت روٹی کپڑے کیلئے نہیں کیا بلکہ قیادت وسیادت Leadership کے شوق میں حصول شہرت کیلئے کیا۔ یہ بھی کوئی مخالف ہوش وحواس کی موجودگی میں اور تقویٰ کو سامنے رکھ کر نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ آپ ساری زندگی خلوت کو اور شہرتوں سے دور رہنے کو پسند کرتے رہے۔ اور خدمت کروانے پر خدمت کرنے کو ترجیح دیتے رہے۔ مثلاً قادیان سے بٹالہ اور بٹالہ سے قادیان آتے جاتے گھوڑے پر اپنے خادم کو سوار کراتے ہیں خود پیدل جا رہے ہیں۔ جب خادم کہتا ہے کہ اسے اس طرح اس حال میں شرم آتی ہے تو فرماتے ہیں کیوں تمہیں گھوڑے پر سوار ہونے میں کیوں شرم آتی ہے۔ ہمیں تو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی۔

ایک مرید' ایک غلام آ کر آپ کی چارپائی پر لیٹ جاتا ہے۔ جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو یہ دیکھ کر کہ آپ چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں گھبرا کر اٹھتا ہے تو آپ اسے تسلی دیتے ہیں۔ کہ میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا، لڑکے شور کرتے تھے۔ انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ غلام آپ کی چارپائی پر بغیر اجازت سو جاتا ہے آپ اس کا پہرہ دیتے ہیں کہ کوئی شور کر کے اس کی نیند خراب نہ کر دے۔ نمازوں میں بھی دوسروں کو آگے کر دیتے ہیں خود مقتدی بن جاتے ہیں، لیڈری کا شوق بھی نہیں ہے۔ تو پھر جعلی دعویٰ کس لئے؟ کوئی مخالف کوئی معترض نہ ان خطوط (Lines) پر سوچتا ہے نہ اس

کا اس کے پاس کوئی جواب ہے۔معقول نہ سہی نا معقول جواب ہی دے دیتے۔مگر قلمیں شکستہ زبانیں گنگ ہیں۔

آپ اپنی ہر خوبی ہر کمال خدا کی عطا قرار دیتے ہیں،عشق الٰہی خدا کی عطا ہے، عشق رسول ﷺ خدا کی عطا ہے،عشق قرآن خدا کی عطا ہے،شفقت و محبت مخلوقِ خدا کو بھی خدا کی عطا قرار دیتے ہیں۔قرآن فہمی عربی دانی فصاحت و بلاغت،خدمت دین کا جذبہ اور توفیق خدا اور مصطفیٰؐ کی عطا و برکت کو بتاتے ہیں۔اپنا نفس اپنا وجود درمیان سے الگ کر دیتے ہیں۔اپنی چھڑی کوئی پکڑاتا ہے تو ہاتھ میں لے کر فرماتے ہیں یہ کس کی ہے؟ عرض کیا جاتا ہے حضور آپ کی ہے۔فرماتے ہیں''اچھا ہم سمجھے ہماری نہیں ہے''۔

بچے شور کر رہے ہیں آپ لکھ رہے ہیں سوال کرنے والا سوال کرتا ہے اتنے مشکل مضامین اور عربی فارسی کی معارف و حقائق سے پُر کتابیں ایسے شور و غل میں آپ کیسے لکھتے ہیں؟ فرمایا''ہم سنتے ہی نہیں ہیں''

جیب میں گھڑی ہے تو اکثر بند رہتی ہے کیونکہ اسے چابی نہیں ملتی کئی روز سے جیب میں رکھی ہوئی' صاحبزادہ میاں محمود کی اینٹ کا بڑا ٹکڑا آپ کے لئے لیٹنے کے وقت درد اور تکلیف کا باعث ہے۔کئی دن کے بعد آپ کے خادم میاں حامد علی جیب سے نکالتے ہیں۔

اس طرح کے واقعات کی بناء پر بدقسمت مخالف آپ پر حملہ آور ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ مجنون تھے۔حالانکہ اس طرح کے واقعات تو صرف اتنا ثابت کرتے ہیں کہ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے۔جیسا کہ فرمایا''ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں''۔

اس قسم کے تمام واقعات ثابت کرتے ہیں کہ امام الزمان کتنے رفیع الشان تھے۔زمین سے بہت بلند اس لئے زمین والوں کی نظر سے مخفی !!۔امام الزمان رفیع الشان! آپ کا وہی مقام ہے جو خدا اور مصطفیٰؐ نے بیان فرمایا اور آپ نے اس کی تشریح فرمائی ہے۔آپ جگہ جگہ اپنا موازنہ سابقہ انبیاء سے کرتے ہیں اپنی مثال پہلے انبیاء کی

مثال سے دیتے ہیں کہیں یہ نہیں کہا کہ فلاں مجدد یا فلاں پیر کے حالات سے مجھے پرکھو۔ بلکہ فرمایا منہاج نبوت پر مجھے پرکھو، آپ کا وہی مقام ہے جو آپ خود قرآن وحدیث، سلف صالحین کی تحریروں سے بیان کرتے ہیں کیا اہل لاہور اس دلیل پر غور فرمائیں گے؟ آپ کی انسان سے محبت خدا سے محبت کا لازمی تقاضا ہے۔کہیں کہیں بعض حوالوں کی تشریح کر دی گئی ہے۔آپ کا ایک نام صلح کا شہزادہ بھی ہے۔اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آپ کی تعلیم و پیروی امن عالم کی ضامن ہے کہ آپ خدا و مصطفیٰؐ کے تابع دنیا کو کرنے آئے تھے۔دین مصطفیٰؐ کی حیات نو'نشاہ ثانیہ'باز آفرینی آپ کا مشن ہے۔

اس کتاب کے پہلے باب میں آپ کی محبت خدا کے لئے ۔۔۔آپ کی تحریروں سے بیان کی گئی ہے۔تیسرے باب میں آپ کی محبت مصطفیٰؐ سے اس لئے مختصرا بیان کی گئی ہے کہ اس پر جماعت میں اتنا لکھا اور زبانی بیان کیا جاتا ہے کہ احباب کو اس مضمون کے بہت سے حصے زبانی یاد ہو گئے ہیں۔اس موضوع پر خاکسار کی بھی دو کتب شائع شدہ ہیں۔ ایک بعنوان زندہ اور زندگی بخش ہمارے رسول کریمؐ۔ یہ چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں آپ کی رسول اکرمؐ سے بے مثال محبت پر آپ کے اقتباسات عربی۔ فارسی۔اردو نظم ونثر میں دیئے گئے ہیں۔ دوسری کتاب''سیرۃ النبیؐ کی فلاسفی۔ دانش اور معرفت کے عنوان سے ہے۔ یہ دونوں کتب اس وقت out of market ہیں۔چونکہ اس موضوع پر اور آپ کے عشق قرآن پر کافی لٹریچر جماعت میں موجود ہے اس لئے یہ دونوں حصے تیسرے باب میں اکٹھے انتہائی مختصر دیئے گئے ہیں۔دوسرے باب میں حضرت مسیح موعود کا زھد (دنیا سے بے رغبتی) بیان ہوا ہے۔خدا'مصطفیٰؐ۔قرآن۔انسان سے محبت سے متعلق حوالوں کا لب لباب یہ ہے کہ آپ عالمی امن کے لئے تمام اقوام کو دین واحد (محمدی شریعت) پر قائم کرنے کے لئے ناگزیر indispensable ہیں۔یہ حوالے جو جمع کئے تھے بوجوہ ان کا چوتھا حصہ اسی کتاب میں دیا گیا ہے۔زھد کا مضمون

قدرے تفصیل سے دیا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کی سچائی کی بڑی محکم' پختہ اور مضبوط دلیل ہے۔ خدا پرست دُنیا پرست نہیں ہوسکتا خدا سے سچی محبت کی وجہ سے آپ مخلوق خدا سے سچی محبت کرتے ہیں صرف ایسا وجود ہی ماں کی طرح تمام انسانیت کے بچوں کو متحد رکھ سکتا ہے۔ آخر میں امام الزمان رفیع الشان کا باب قائم کیا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کئی لیڈر انسانیت کے نجاب دھندہ کے دعویٰ دار کی حیثیت سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان' ایران' مصر میں مذہب کے نام پر۔ روس چین میں اقتصادی پروگرام کے حوالے سے۔ لیکن تاریخ عالم گواہ ہے کہ انسانیت کی زلفِ پریشان صرف خدا کی طرف سے آنے والوں کے مقدس ہاتھوں سے ہی سنواری گئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد خدا کے مامور حضرت عیسیٰؑ نے جاں بلب انسانیت کو وحی الٰہی کے آب حیات سے حیات نو بخشی۔ حضرت عیسیٰ کے بعد پھیلنے والی اخلاقی' روحانی تاریکی کو محمد عربیؐ رسول آخر واعظمؐ نے اپنے نور سے دُور کیا اور عالم انسانیت کو ضیاء بخشی۔ اور اب خدا اور مصطفیٰؐ کے وعدوں کے مطابق آنحضرتؐ کے روحانی فرزند جلیل۔ آپ کے محب صادق تشریف لائے آپ کے بعد ''قدرت ثانیہ'' کے مظہر۔ آپ کے جانشین' اس آسمانی' قرآنی' مصطفویؐ نور کو خدا کی منشاء اس کی تائید سے تمام دُنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود کے مقام کا بیان اس کتاب کے تمام پہلے ابواب سے منطقی وقدرتی ربط وضبط رکھتا ہے۔ اس کتاب کو اس لئے مختصر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جماعت کی ذیلی تنظیمیں۔ انصار۔ خدام۔ لجنہ اطفال اپنے تعلیمی مقابلوں میں تقسیم انعامات کے لئے اسے بآسانی حاصل کرسکیں۔ اس طرح سیرت مسیح موعود کے قاری بکثرت ہو جائیں اور انہیں اس کتاب کے پڑھنے سے جو وقتی مزا آئے وہ امام الزمان رفیع الشان کی اصل کتب کا مسلسل مطالعہ کر کے اس مزے کو اپنی زندگی کا مستقل جزو بنالیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتب روح پرور حیات آفریں۔ زیست بخش ہیں۔ ''محبت کے ملک کی بادشاہت'' دراصل میری اس آرزو کا اظہار ہے کہ جماعت کے احباب وخواتین

حضرت مسیح موعود کی حیات بخش کتاب کے مطالعے کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ ان کتب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی اور خوشبو ہے۔

عربی سے ترجمہ حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا کا ہے اس ترجمے میں کہیں کہیں معمولی تبدیلی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مکرم برادرم مرزا محمد الدین ناز صاحب' پروفیسر جامعہ احمدیہ نے میری حوصلہ افزائی اور معاونت کی ہے۔ نیز مکرم عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت ربوہ نے اس کی آخری ریڈنگ (منظوری اور کمپوزنگ سے قبل) خود کی ہے میں مکرم مرزا عبدالحق صاحب مکرم مولانا سید عبدالحئی صاحب اور جناب مرزا محمد الدین ناز صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں۔ استاذی المکرم جمیل الرحمٰن رفیق وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے کتب حضرت مسیح موعود کے ایک حوالے کی تلاش میں میری راہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حسنات و برکات دارین سے سرفراز و سرخرو فرمائے۔

جوئیہ محمد سلیم شاھد

فروری 2003ء

محبت خدا سے

’’میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے‘‘۔(ر/خ،جلد15)

محبت خدا سے

دائمی سجدہ

رَبِّ کن بفضلکَ قوتی ونور بصری۔۔۔و الا قطاب

ترجمہ: اے میرے رب! تو اپنے فضل سے میری قوت اور میری آنکھوں کا نور اور جو کچھ کہ میرے دل میں ہے اور میری زندگی اور موت کا قبلہ ہو جا اور مجھے محبت میں محو کر دے اور ایسی محبت دے کہ میرے بعد کوئی اس سے بڑھ نہ سکے۔ اے میرے رب میری دعا قبول فرما اور میری مراد دے اور مجھے صاف کر اور عافیت میں لے آ اور مجھے اپنی طرف کھینچ لے اور مجھے خود چلا اور میری تائید کر اور مطابقت کر اور مجھے پاک کر اور منور کر اور مجھے سارے کا سارا اپنا لے اور خود بھی سب میرا ہو جا۔ اے میرے رب میری طرف ہر دروازے سے آ اور ہر حجاب سے خلاصی بخش اور ہر ایک شراب مجھے پلا اور نفس کے ہیجان اور اس کے جذبات کے وقت میرے لئے کافی ہو جا اور مجھے جدائی کے خطرات اور اس کی ظلمتوں سے محفوظ رکھ اور مجھے لمحہ بھر بھی نفس کی طرف جھکنے نہ دے اور مجھے اس کی بدیوں سے بچا اور مجھے اپنی طرف بلند کر اور میرے وجود کے ہر ایک ذرہ میں داخل ہو جا۔ اور مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو تیرے سمندروں میں تیرتے ہیں اور تیرے انوار کے باغوں میں ان کی چراگاہیں ہیں اور تیری قضاء وقدر سے راضی ہیں اور میرے اور اپنے غیر کے درمیان دوری ڈال دے۔ اے میرے رب تجھے تیرے فضل اور چہرے کے نور کی قسم کہ مجھے اپنا جمال دکھا اور اپنا شفاف پانی پلا اور مجھے ہر قسم کے حجاب اور غبار سے نکال لے اور مجھے ان لوگوں میں سے نہ بنا جو ظلمت میں اندھے کئے گئے اور برکتوں اور روشنیوں اور نوروں سے دور ہو گئے اور عقل ناقص کے ساتھ لوٹے اور مجھے اپنے چہرہ کی خالص

اطاعت اور اپنے حضور میں دائمی سجدہ عنایت فرما اور مجھے ایسی ہمت دے جن میں تیری عنایت کا چشمہ بہہ رہا ہو۔ اور مجھے ایسی چیز دے جو تو اپنے مقبولوں میں سے صرف ایک کو دیتا ہے۔ اور مجھ پر ایسی رحمت نازل فرما جو تو اپنے محبوبوں میں سے صرف ایک پر نازل کرتا ہے اے میرے رب تو میری کوشش اور ہمت اور دعا اور کلام سے اسلام کو زندہ کر اور میرے ذریعے اس کی خوبصورتی کو ظاہر کر اور ہر ایک دشمن اور اس کے کبر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ مجھے ایسے منہ دکھا جو ایمانی شمائل رکھنے والے ہوں اور ایسے لوگ جو حکمت یمانی رکھنے والے ہوں اور ایسی آنکھیں جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں اور ایسے دل جو تیرے ذکر کے وقت کانپ جانے والے ہوں اور ایسی خالص فطرت رکھنے والے جو حق اور صواب کی طرف لوٹنے والی ہو۔ اور مجذوبوں اور قطبوں کے سائے کے پیچھے چلنے والی ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد۔-5- صفحہ 5-6)

تمام جہاں کے بادشاہ: فسمع الله دعائي ۔۔۔۔ انت محبوبي وشعاري ودثاري۔ ترجمہ: پس اللہ نے میری دعا اور عاجزی اور التجا سن لی اور مجھے اپنی طرف سے فتوحات اور اپنے لشکر کی تائیدات سے بشارت دی اور کہا کہ تو کوئی خوف نہ کر۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور چلنے والا ہوں تیرے چلنے کے ساتھ تو مجھے ایسا پیارا ہے کہ اس کو لوگ نہیں جان سکتے۔ میں نے تجھے پایا جو پایا۔ میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیرے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے اور میں اس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کا ارادہ کرے تو مجھ سے ہے اور تیرا بھید میرا بھید ہے اور تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ یہ ہے جو میرے رب نے مجھے بشارت دی جو میری ضرورت کے وقت میری پناہ ہے اور خدا کی قسم اگر تمام جہاں کے بادشاہ میرے ماتحت ہو جاتے اور سب عالم کے خزانے مجھے دے دیئے جاتے تو مجھے وہ لذت نہ آتی جو اس سے آئی۔ اے میرے رب میں تیری نعمتوں سے بھر گیا ہوں اور تیری نعماء کے

اندروں سے پلایا گیا ہوں ۔اے میرے رب میرے شکر کو آسمان کے کناروں تک پہنچا اور آ اور میرے دل میں تمام روشنی کے ساتھ داخل ہو جا۔ میں نے تجھے اور تیرے رسول کو تیرے غیر پر چن لیا ہے اور میں اپنے نفس سے باہر آ گیا ہوں اور میں تیری رضا میں راغب ہو کر آیا ہوں اور تیرے لئے میرے یہ شعر ہیں اور تو میرا محبوب اور میرا باہر کا کپڑا اور میرے اندر کا کپڑا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔روحانی خزائن ج 5 ص 10-11)

وہ مجھے عزت دیتا ہے: هوربي ورحمته تكفيني ----ويبشرني

ترجمہ: وہ میرا رب ہے اور اس کی رحمت میرے لئے کافی ہے اور اسی کیلئے میری زندگی اور میری موت اور میری تجہیز اور میری تکفین ہے۔ وہ میرا محبوب ہے بہت بخشش والا وہ میرے پاس آتا ہے اور مجھے شراب کے پیالے پلاتا ہے اس کا ذکر ایک ایسی شراب ہے جو غموں کو دور کر دیتی ہے اور اس کی محبت ایک ایسی چیز ہے جس نے نیکوں کو اپنے قبضے میں کرلیا ہے ہم اس چیز سے ہرگز علیحدہ نہیں ہوں گے جس کا وصل اس کیلئے اختیار کیا۔ اگرچہ ہم تلواروں اور نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں اور اس کی رحمت اور قبولیت کے نشانوں کی طرف دیکھ کر قوم تو میرے برباد کرنے کیلئے کوشاں ہے اور وہ میرے مضبوط تنے کو بڑھاتا ہے اور قوم تو میری جڑ کاٹنے کی تدبیر کرتی ہے اور میری عمارت کو ڈھانے کی اور وہ میری شاخوں کی پرورش کرتا ہے اور قوم تو مجھے دھتکارنا اور میری تحقیر اور توہین چاہتی ہے اور وہ مجھے عزت دیتا ہے۔ اور مجھے اعلیٰ مراتب کی بشارتیں دیتا ہے اور مجھے اپنے قریب کرتا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ۔روحانی خزائن جلد 5 ص 17)

محبت اور عاشقانہ تصور: اور انسان خدا تعالیٰ کی طرف ایسا کھینچا جائے کہ بغیر اس کی محبت اور عاشقانہ تصور کے جی نہ سکے۔ اور نہ یہ کہ مال اور جان اور عزت اور اولاد اور جو کچھ اس کا ہے قربان کرنے کے لئے تیار ہو بلکہ اپنے دل میں قربان کر ہی چکا ہو اور ایسی ایک

زبردست کشش سے کھینچا گیا ہو جو نہیں جانتا کہ اسے کیا ہو گیا اور نورانیت کا بشدت اپنے اندر انتشار پاوے جیسا کہ دن چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور صدق اور محبت اور وفا کی نہریں بڑے زور سے چلتی ہوئی اپنے اندر مشاہدہ کرے اور لحہ بہ لحہ ایسا احساس کرتا ہو کہ گویا خدا تعالےٰ اس کے قلب پر اُترا ہوا ہے۔ جب یہ حالت اپنی تمام علامتوں کے ساتھ محسوس ہو تب خوشی کرو اور محبوب حقیقی کا شکر بجالاؤ کہ یہی وہ انتہائی مقام ہے جس کا نام لقا رکھا گیا ہے۔

اس آخری مقام میں انسان ایسا احساس کرتا ہے کہ گویا بہت سے پانیوں سے اس کو دھو کر اور نفسانیت کا جعلی رگ و ریشہ اس سے الگ کر کے نئے سرے سے اس کو پیدا کیا گیا۔ اور پھر رب العالمین کا تخت اس کے اندر بچھایا گیا اور خدائے پاک وقدوس کا چمکتا ہوا چہرہ اپنے تمام دلکش حسن و جمال کے ساتھ ہمیشہ کیلئے اس کے سامنے موجود ہو گیا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 70)

خدا کی اطاعت ومحبت کی برکت ۔ حجۃ اللہ۔امان اللہ: اب ہم کسی قدر اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے ثمرات کیا ہیں۔ سو واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اس کی کام میں لگ جائے تو آخری نتیجہ اس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی اعلیٰ تجلیات تمام حُجب سے مبرا ہو کر اُس کی طرف رُخ کرتی ہیں اور طرح طرح کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ احکام اور وہ عقائد جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور تعلقات شرع اور دین کے اور اسرار سر بستہ ملت حنیفیہ کے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الٰہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کمال حاصل کرے اور اس کی زبان اور اس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک

فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اس کو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اس کو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں تنگدلی اور خسّت اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور رداءت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلّی اس سے دور کر کے اس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلّی مبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالےٰ سے سنتا اور خدا تعالےٰ سے دیکھتا اور خدا تعالےٰ کے ساتھ حرکت کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ ٹھہرتا ہے۔ اور اس کا غضب خدا تعالےٰ کا غضب اور اس کا رحم خدا تعالےٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ کہ بطور ابتلاء کے اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الہیہ اور مخاطبات حضرت یزدانی ہیں جو بغیر شک وشبہ اور غبار کے' چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 226 تا 231)

دوست کا دوست: ومن آیات صدقي۔۔۔۔لا یستحسرون۔

ترجمہ: اور میرے صدق کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ میری دعاؤں کو قبول کرتا ہے میری حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور میرے افعال اور کلمات میں برکت رکھ دیتا ہے اور میرے دوست کا دوست ہوتا ہے۔ اور میرے دشمن کا دشمن۔ اور ظاہر کرتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور اس نے میرا اکثر رونا سنا اور جب میں اس کے سامنے گرا اس نے مجھے اُونچا کیا اور میری اتنی دعائیں قبول کیں کہ میں ان کو گن نہیں سکتا اور مجھ پر اپنی کامل رحمت دنیا اور آخرت میں کی اور مجھے ان میں سے بنایا جو مدد دیئے جاتے ہیں اور اس نے مجھے مخاطب کیا اور کہا اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے اور تو مجھے ایسا

پیارا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت قریب ہے کہ تو مدد دیا جائے اور لوگوں میں پہچانا جائے۔ تو مجھے ایسا ہے کہ اس کو خلق نہیں جانتی۔ پس میرے رب نے مجھ سے ایسے کلمات میں خطاب کیا کہ اگر مجھے ساری دنیا بھی دے دی جاتی تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی کہ ان محبوب کلمات سے۔ پس میری روح اس کے راستے میں فدا ہے وہ میرا دل ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ مجھے کبھی پیاس اور تکلیف اور بھوک نہیں پہنچی مگر یہ کہ وہ میری مدد کیلئے آیا اور میں اس کی پے در پے نعمتیں دیکھتا ہوں' ان لوگوں کی طرح جو تھکتے نہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن، جلد 5 ص 483-484)

اللہ کی محبت کا پیالہ: ایھا الأخ الصالح ۔۔۔ صدورنا (تحفہ بغداد، ص 16)

ترجمہ: اے نیک بھائی خدا تجھے خوش رکھے اور تیری حفاظت کرے اور حمایت کرے اور تیری آنکھ کھولے اور تجھے ہدایت دے تو مجھے تیز تلوار سے نہ ڈرا اور نہ ہی نیزے اور آگ سے۔ اور تحقیق ہم قتل کئے گئے ہیں تیری تلوار سے پہلے ایک تلوار کے ساتھ جس کو تو نہیں جانتا۔ اور ہم نے ایک آگ کا مزہ چکھا ہے جسے تو نہیں پہچانتا۔ اور اس کے بعد ہم انشاء اللہ منعمین میں سے ہوں گے۔ اے عزیز! بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دلوں کو خدا کیلئے خالص کرلیا اور اپنے چہروں کو اس کا فرمانبردار بنادیا اور اللہ کی محبت کا پیالہ پیا۔ اللہ ان کو ضائع نہیں کریگا۔ کیونکہ وہ ان کا رب ہے اور ان کو ان کا مولیٰ نہیں چھوڑے گا۔ اگرچہ تمام درختوں کے پتے اور سمندر کے قطرے اور پتھروں کے ذرات اور جو کچھ جہانوں میں ہے ان کا دشمن ہو جائے۔ بلکہ وہ لوگ جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی مرضی کے سوا کچھ نہیں چاہتے ان کو کوئی چیز غم میں نہیں ڈالتی مگر اس کا فراق اور جب وہ پالیتے ہیں جس کی تلاش میں ہوتے ہیں تو ان کے لئے کوئی ہم اور غم باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ وہ قتل کئے جائیں یا جلائے جائیں اور ان کو کسی کی گالی اور لعن ضرر نہیں پہنچاتی اور اللہ ان

پر ہر ایک لعنت کو برکت کر دیتا ہے اور ہر ایک گالی کو ان کے حق میں رحمت کر دیتا ہے۔ کیا ہمارا رب ہمارے دلوں کو نہیں جانتا۔ (روحانی خزائن ج 7 ص 8-9)

محبوب کے شہر کا قصد: **انما مثلی ۔۔۔۔العالمین۔** ترجمہ: تحقیق میری مثال ایک ایسے شخص کی مثال ہے جس نے محبت کو ہر چیز پر چن لیا ہو اور خدا کی طرف پورا جھک گیا ہو۔ اور قرب کے میدانوں میں سعی کرتا ہو۔ اور اس کے ملنے کے لئے وطن سے دوری کے کندھے پر سوار ہوا ہو، اور وطن کی مٹی کو اور ہم عمروں کی محبت کو چھوڑا ہو۔ اور اپنے محبوب کے شہر کا قصد کیا ہو اور چلا ہو۔ اور اس کی محبت کے لئے گھر اور چاندی اور سونے کو چھوڑا ہو اور اپنے محبوب کے لئے نفس کو ترک کیا ہو۔ یہاں تک کہ فانیوں کی طرح ہو گیا ہوں اور خدا کی عزت اور جلال کی قسم کہ میں نے اپنے رب کے چہرے کو ہر چہرے پر ترجیح دی۔ اور اس کے دروازے کو سب دروازوں پر چن لیا اور اس کی رضا کو سب رضاؤں پر اختیار کر لیا اور اس کی عزت کی قسم کہ وہ ہر وقت میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں تمام وقتوں میں۔ میں نے دین کی دولت کو پسند کر لیا اور وہ میرے لئے کافی ہے اگرچہ میری تجہیز و تکفین کے لئے ایک حبہ نہ ہو۔ اور میں باوجود مفلسی کے منعم ہوں اور نفس اور باقی چیزوں سے فارغ ہوں اور میرے رب نے مجھے انتہائی محبت دی ہے اور میرے دل میں یہ محبت رچ گئی ہے۔ اور میں اس کے نزدیک ایسا درجہ رکھتا ہوں کہ اس کو دنیا میں کوئی نہیں جانتا۔ (تحفہ بغداد، ص 15 روحانی خزائن، جلد 7 ص 19)

محبوب کی خوشبو: **واما عباد اللہ ۔۔۔۔الراحمین۔** اور اس کے جو صادق بندے اور مخلص عاشق ہوتے ہیں وہ حقائق کے مغز اور دقائق کی چکنائی تک پہنچتے ہیں اور اللہ ان کے دلوں میں اپنی عظمت کا درخت اور اپنے جلال اور عزت کا تناور بوہٹر لگا دیتا ہے۔ پس وہ اسی کی محبت میں زندہ رہتے ہیں اور اسی کی محبت میں مرتے ہیں اور حشر کے

وقت اسی کی محبت میں قبروں سے کھڑے ہوتے ہیں وہ ایک قوم ہوتی ہے جو فانی ہو جاتی ہے اور اللہ کے لئے ہر زخم برداشت کرتی ہے اور اللہ کی طرف خالص ہو کر جاتی ہے اور اس کی تحریک سے حرکت کرتی ہے اور اس کے بلانے سے بولتی ہے اور اس کے دکھانے سے دیکھتی ہے۔ اور اس کے اشارے سے عداوت یا دوستی کرتی ہے ایمان ان کا ایمان ہوتا ہے وہ اللہ کی غیرت کے پردوں میں چھپ جاتے ہیں پس محبوبوں میں سے کوئی انہیں شناخت نہیں کرتا۔ وہ نشانات اور خرق عادات اور اپنے رب کی تائیدات سے پہچانے جاتے ہیں جو ان کا دوست ہوتا ہے اور ان پر قسم قسم کے انعامات کرتا ہے اور ہر مصیبت میں ان کا ساتھ دیتا ہے۔ اور ہر ایک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کھلی کھلی مدد کرنا۔ وہ رحمان کے شاگرد ہوتے ہیں اور اللہ ان کے لئے نوزائیدہ بچوں کی پالنے والی ماؤں کی طرح ہوتا ہے پس ان کی ہر ایک حرکت قدرت کے ہاتھ سے ہوتی ہے اور اس حرکت دینے والے کی طرف سے ہوتی ہے جو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور ان کا ہر ایک فعل خارق عادت ہوتا ہے اور ہر ایک سعادت میں لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں پس ان کا صبر بھی کرامت ہوتا ہے اور ان کا صدق بھی کرامت ہوتا اور ان کی وفا بھی کرامت ہوتی ہے اور ان کی رضا بھی کرامت ہوتی ہے اور ان کا حلم بھی کرامت ہوتا ہے اور ان کا علم بھی کرامت ہوتا ہے اور ان کے کلمات بھی کرامت ہوتے ہیں اور ان کی عادات بھی کرامت ہوتی ہیں اور ان کا استقلال بھی کرامت ہوتا ہے اور وہ خدا کے ایسے قریب ہوتے ہیں کہ خلقت اس کو نہیں جانتی۔ وہ ایک قوم ہے کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی شقی نہیں ہوتا اور جن کا دوست بھی رد نہیں کیا جاتا۔ تو اس محبوب کی خوشبو ان کی مجلسوں میں پائے گا اور برکات کی نسیم ان کی محفلوں میں اگر تو سونگھنے کی قوت رکھتا ہے اور محروموں میں سے نہیں ہے اور برکات ان کی دیواروں اور ان کے دروازوں اور ان کے دوستوں پر نازل ہوتی ہیں اور تو انہیں دیکھ سکتا ہے اگر تو اندھا نہیں ہے۔ (سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 8، ص 424)

دریائے رحمتِ الٰہی : حقیقی چشمہ پاکی اور پاکیزگی کا خدا تعالےٰ کی ذات ہی ہے اور راست بازوں کو پاکی اور پاکیزگی خدا سے ہی ملتی ہے ورنہ انسان کی حقیقت پر اگر نظر کریں تو وہ ایک ناکارہ بوند سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہیچ محض ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عنایتیں اس کے مقبول بندوں کو پاک کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا تمام وجود انسان کے فائدے کیلئے ہے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کی پاکی بھی انسان کے پاک بنانے کیلئے ہے۔ جس طرح دریا میں بار بار غسل کرنے سے کسی کے بدن پر میل باقی نہیں رہ سکتی اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاتے ہیں اور اس کے سچے فرمانبردار بن کر دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتے ہیں بلا شبہ وہ بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک اور قوم بھی ہے جو مچھلیوں کی طرح اس دریا میں پیدا ہوتی ہے اور اسی دریا میں ہمیشہ رہتی ہے اور ایک دم بھی دریا کے بغیر جی نہیں سکتی۔ وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے۔ انہیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے۔ خدا تعالیٰ دھوکا کھانے والا نہیں وہ انہیں کو اپنا خاص مقرب بناتا ہے جو مچھلیوں کی طرح اس کی محبت کے دریا میں ہمیشہ فطرتاً تیرنے والے ہیں اور اس کے ہو رہتے ہیں اور اسی کی اطاعت میں فنا ہو جاتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد نمبر 10، ص 209-210)

خدا سے محبت کرنے والے سچے امن کے شہزادے ہوتے ہیں

اسی طرح مردان خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیش گوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں۔ اور دقائق اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار سماوی اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلا واسطہ موہبت

کے طور پرمحبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے۔اور ابراہیمی صدق وصفا ان کو دیا جاتا ہے۔اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہوجاتا ہے۔ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔وہ ہرمیدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ان کے درودیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔خدا ان کے لئے اس شیر مادر سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔وہ گناہ سے معصوم وہ دشمن کے حملوں سے معصوم وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے۔اور عجیب طور پر ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے۔یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ ان کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک رعب خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغناء ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔فقط ایک کو جانتے ہیں اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہردم گداز ہوتے رہتے ہیں۔دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے۔گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے۔وہ دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں۔وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں۔کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔ وہ ابدی نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ کبھی مرتے ہیں۔پس کیا ایک ناپاک اور خبیث آدمی جس کا دل گندہ خیالات گندے زندگی گندی ہے ان سے مشابہت پیدا کرسکتا ہے ہرگز نہیں۔مگر وہی مشابہت جو کبھی ایک چمکیلے پتھر کو ہیرے کے ساتھ ہوجاتی ہے۔ مردانِ خدا جب دنیا

میں ظاہر ہوتے ہیں تو ان کی عام برکات کی وجہ سے آسمان سے ایک قسم کا انتشار روحانیت ہوتا ہے۔اور طبائع میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔اور جن کے دل اور دماغ سچی خوابوں سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں ان کو سچی خوابیں آنی شروع ہو جاتی ہیں لیکن در پردہ یہ تمام انہیں کے وجود باجود کی تاثیر ہوتی ہے جیسا کہ مثلاً جب برسات کے دنوں میں پانی برستا ہے تو کنوؤں کا پانی بھی بڑھ جاتا ہے۔اور ہر ایک قسم کا سبزہ نکلتا ہے۔لیکن اگر آسمان کا پانی چند سال تک نہ برسے تو کنوؤں کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے۔سو وہ لوگ درحقیقت آسمان کا پانی ہوتے ہیں اور ان کے آنے سے زمین کے پانی بھی اپنا سیلاب دکھلاتے ہیں۔اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ان زمین کے پانیوں کو نابود کر دیتا۔

(روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 170 تا 172)

اللہ میری مدد کرتا ہے: اور اللہ کی لگائی ہوئی شاخ کو زمانہ میں کوئی نہیں توڑ سکتا اور جو بخل کی وجہ سے توڑنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے وہ خود توڑا [1] جاتا ہے۔کون ہے جو میری دشمنی کر سکے حالانکہ میرا رب مجھ سے محبت کرتا ہے اور کون ہے جو مجھے ہلاک کر سکتا ہے جبکہ اللہ میری مدد کرتا ہے۔ **(خطبہ الہامیہ، ص 203-204)**

مملوک کو مالک بنا دیتا ہے: علم۔۔۔المملوک۔ ترجمہ: جان لے کہ عبادت کی حقیقت جس کو وہ مولا اپنے انسان سے قبول فرماتا ہے یہ ہے کہ اس کی عظمت اور علو شان کو دیکھ کر کامل تذلل اختیار کیا جائے اور اس کے احسانات کا مشاہدہ کر کے اس کی ثناء کی جائے اور اس کی محبت اور خوبیوں کے تصور اور اس کے حسن اور اس کی چمک کی وجہ سے اس کو تمام چیزوں پر اختیار کیا جائے اور اس کی جنت کی طرف نظر کر کے شیطانی وساوس سے دل کو پاک کیا جائے اور بہترین عبادت یہ ہے کہ انسان پانچوں نمازوں کو ان

---

[1] جیسے بھٹو اور جنرل ضیاء دونوں مخالفوں کی اموات غیر طبعی اور دہشت ناک تھیں۔

کے اول وقت میں ادا کرنے پر محافظت کرے اور ان کے فرائض اور سنتیں ادا کرنے میں ہیشگی اختیار کر کے حضور دل اور ذوق اور شوق سے اس کی برکتیں حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کرے۔ کیونکہ نماز ایک سواری ہے جو رب العباد تک پہنچاتی ہے۔ اور اس سے انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں تیز گھوڑوں کی پشتوں پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کا شکار تیروں سے قابو نہیں آتا اور اس کا راز قلموں سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اور جو اس طریق کو لازم پکڑتا ہے وہ حق وحقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اس محبوب کو پالیتا ہے جو غیب کے پردوں میں ہے۔ اور شک وشبہ سے نجات پاتا ہے۔ پس تو اس کے دونوں کو روشن اور اس کے کلام کو موتی اور اس کے چہرے کو چاند اور اس کے مقام کو سب سے آگے دیکھتا ہے اور جو اپنی نمازوں میں خدا کے آگے تذلل اختیار کرتا ہے اللہ اس کے آگے بادشاہوں کو جھکاتا ہے۔ اور اس مملوک کو مالک بنا دیتا ہے۔ (اعجاز المسیح روحانی خزائن ج 18 ص 165-167)

خدا تک پہنچنے کی سبیل ۔ خدا کا کلام: وہ آفتاب بھی آسمان پر سے اپنی روشنی زمین پر نازل کرتا ہے یعنی خدا کا کلام۔ کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی خدا کا کلام بندہ اور خدا میں ایک دلالہ ہے وہ اترتا ہے اور خدا کا نور اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جس پر وہ اپنے پورے کرشمہ اور پوری تجلی اور پوری خدائی عظمت اور قدرت اور برہنہ کرشمہ کے ساتھ اترتا ہے اس کو وہ آسمان پر لے جاتا ہے۔ غرض خدا تک پہنچنے کیلئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے۔ اور کوئی سبیل نہیں۔ (روحانی خزائن ج 18 ص 475)

خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت اور بنی نوع کی ہمدردی: اس محبت کا کوئی عارضی سہارا نہیں ہوتا نہ بہشت کی خواہش نہ دوزخ کا خوف نہ دنیا کا آرام اور نہ کوئی مال و دولت بلکہ ایک لامعلوم تعلق ہے جس کو خدا ہی جانتا ہے اور عجیب تر یہ کہ گرفتار محبت بھی اس تعلق کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ یہ کیوں ہے اور کس طرح سے ہے کیونکہ وہ ازل سے تعلق ہوتا ہے وہ تعلق

معرفت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ معرفت بعد میں آتی ہے جو اس تعلق کو روشن کر دیتی ہے جیسا کہ پتھر میں آگ تو پہلے سے ہے۔ لیکن چقماق سے آگ کے شعلے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔

خدا کی معرفت خدا کے ذریعے سے: جو لوگ سچے دل سے خدا کے طالب ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ خدا کی معرفت خدا کے ذریعہ سے ہی میسر آسکتی ہے اور خدا کو خدا کے ساتھ ہی شناخت کر سکتے ہیں اور خدا اپنی حجت آپ ہی پوری کر سکتا ہے۔ انسان کے اختیار میں نہیں اور انسان کبھی کسی حیلہ سے گناہ سے بیزار ہو کر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ معرفت کاملہ حاصل نہ ہو اور اس جگہ کوئی کفارہ مفید نہیں اور کوئی طریق ایسا نہیں جو گناہ سے پاک کر سکے۔ بجز اس کامل معرفت کے جو کامل محبت اور کامل خوف پیدا کرتی ہے اور کامل محبت اور کامل خوف یہی دونو چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں کیونکہ محبت اور خوف کی آگ جب بھڑکتی ہے تو گناہ کے خس و خاشاک کو جلا کر ختم کر دیتی ہے اور یہ پاک آگ اور گناہ کی گندی آگ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتیں غرض انسان نہ بدی سے رک سکتا ہے اور نہ محبت میں ترقی کر سکتا ہے جب تک کہ کامل معرفت اس کو نصیب نہ ہو۔ اور کامل معرفت نہیں ملتی جب تک کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے زندہ برکات اور معجزات نہ دیئے جائیں۔ (روحانی خزائن ج 21 ص 7)

آتش خانہ سے نجات کا ذریعہ۔ حقیقی اور کامل معرفت الٰہی

یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا کی محبت میں محو ہو جانا انسان کیلئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحت حقیقی ہے جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ تمام خواہشیں جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے مخالف ہیں دوزخ کی آگ ہیں اور ان

خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ اس جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو۔ اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ نفسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کیلئے بڑے زور سے بہہ رہا ہے اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے۔ پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک کامل معرفت کی ضرورت ہے۔
(لیکچر لاہور، ص 3 روحانی خزائن، ج 20 ص 149)

ساری راحت۔قرب ومحبت الٰہی میں ہے:

اس آیت (الھٰکم التکاثر۔الخ) میں خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہ جہنمی زندگی ہے اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر ایک شخص اطلاع پالیتا ہے۔ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 ص 158)

پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے (انا اعتدنا للکافرین سلاسلا و اغلالاً وسعیراً۔ انّ الابرار یشربون من کاسٍ کان مزاجھا کافوراً۔عیناً یشرب بھا عباداللّٰہ یفجرونھا تفجیراً۔ ویسقون فیھا کاساً کان مزاجھا زنجبیلاً عیناً فیھا تسمّٰی سلسبیلاً) (الدھر۔5 تا 7، 18-19) یعنی ہم نے کافروں کیلئے جو ہماری محبت دل میں نہیں رکھتے اور دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں زنجیر اور طوقِ گردن اور دل کے جلنے کے سامان تیار کر رکھے ہیں اور دنیا کی محبت ان کے پیروں میں زنجیریں ہیں اور گردنوں میں ترکِ خدا کا ایک طوق ہے جس سے سر اٹھا کر اوپر کو نہیں دیکھ سکتے اور دنیا کی طرف جھکے جاتے ہیں اور دنیا کی خواہشوں کی ہر وقت ان کے دلوں میں ایک جلن ہے مگر وہ جو نیکوکار ہیں وہ اسی دنیا میں ایسا کافوری شربت پی رہے ہیں جس نے ان کے دلوں میں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی

کر دی ہے اور دنیا طلبی کی پیاس بجھا دی ہے۔ کافوری شربت کا ایک چشمہ ہے جوان کوعطا کیا جاتا ہے اور وہ اس چشمہ کو پھاڑ پھاڑ کر نہری صورت پر کر دیتے ہیں تا وہ نزدیک اور دور کے پیاسوں کو اس میں شریک کر دیں اور جب وہ چشمہ نہر کی صورت پر آ جاتا ہے اور قوت ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الٰہی نشو ونما پانے لگتی ہے تب ان کو ایک شربت پلایا جاتا ہے جو زنجبیلی شربت کہلاتا ہے۔ تا خدا کی محبت کی گرمی ان میں بھڑکے کیونکہ صرف بدی کا ترک کرنا کمال نہیں ہے پس اسی کا نام زنجبیلی شربت ہے اور اس چشمہ کا نام سلسبیل ہے۔ جس کے معنے ہیں خدا کی راہ پوچھو۔ (روحانی خزائن جلد 20 ص 158-159)

نور کی چادر: اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضا میں محو ہو جانا اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض خدا کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں۔ اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔ اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قوی اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اس کو زندگی بخشتی ہے۔ اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اس کی کنہہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے **نحن اقرب الیہ من حبل الورید** یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔ پس ایسا ہی اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دور ہو کر آنکھیں

روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو ان نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے اور اس کے نور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے اور ایک نور کا پیراھن پہن لیتا ہے اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ اور اسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پالیتا ہے۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 160-161)

راستباز کے اقبال کی عمارت: یوں تو ہر ایک شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں ایسا ہی ہوں لیکن سچے پرستاروں کے یہ نشان ہیں کہ خدا تعالیٰ کی سچی محبت کی وجہ سے ان میں ایک برکت پیدا ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی قولی اور فعلی تجلی ان کے شامل حال ہو جاتی ہے یعنی وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے معجزانہ افعال ان میں ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ بہت سے الہامات ایسے ان پر ظاہر کرتا ہے جن میں نصرتوں کے وعدے ہوتے ہیں اور پھر دوسرے وقت میں وہ نصرتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور اس طرح وہ اپنے خدا کو پہچان لیتے ہیں اور خاص نشانوں کے ساتھ غیر سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ ان کو ایک قوت جذب دی جاتی ہے۔ جس سے لوگ ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور عشق الٰہی ان کے منہ پر برستا ہے۔

۔۔۔۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک راستباز کی معجزانہ زندگی زمین و آسمان سے زیادہ تر خدا تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ لوگوں نے زمین و آسمان کو بچشم خود خدا کے ہاتھ سے بنتے نہیں دیکھا لیکن وہ بچشم خود دیکھ لیتے ہیں کہ خدا راستباز کے اقبال کی عمارت کو اپنے ہاتھ سے بناتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21، ص 38-40)

محبت الٰہیہ کی تجلی: عشق مجازی تو ایک منحوس عشق ہے کہ ایک طرف پیدا ہوتا اور ایک طرف مر جاتا ہے۔ اور نیز اس کی بناء اس حسن پر ہے جو قابل زوال ہے اور نیز اس حسن کے اثر کے نیچے آنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں مگر یہ کیا حیرت انگیز نظارہ ہے کہ وہ حسن روحانی جو حسن معاملہ اور صدق وصفا اور محبت الٰہیہ کی تجلی کے بعد انسان میں پیدا ہوتا ہے اس میں ایک عالمگیر کشش پائی جاتی ہے وہ متعدد دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے جیسے شہد چیونٹیوں کو اور نہ صرف انسان بلکہ عالم کا ذرہ ذرہ اس کی کشش سے متاثر ہوتا ہے صادق المحبت انسان جو سچی محبت خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے وہ یوسف ہے جس کے لئے ذرہ ذرہ اس عالم کا زلیخا صفت ہے۔ اور ابھی حسن اس کا اس عالم میں ظاہر نہیں کیونکہ یہ عالم اس کی برداشت نہیں کرتا۔ اب یہ بھی یاد رہے کہ بندہ تو حسن معاملہ دکھا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور زمین وآسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی ان کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست وپا کر دیتا ہے جیسا ایک مرا ہوا کیڑا اور محض ایک شخص کی خاطر کیلئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے غرض پہلا خریدار اس کے روحانی حسن وجمال کا جو حسن معاملہ اور محبت ذاتیہ کے بعد پیدا ہوتا ہے خدا ہی ہے پس کیا ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جو ایسا زمانہ پاویں اور ایسا سورج ان پر طلوع کرے اور وہ تاریکی میں بیٹھے رہیں۔ (ایضاً ص223-225)

نجات کی جڑ۔ محبت الٰہی کی آگ: انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اس کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے پس یہ آگ جو محبت

الہٰی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے یہی نجات کی جڑ ہے۔

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 448)

میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا: میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گزر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا اس نے اپنی پیش گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا اس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22، ص 461)

دائمی محبت' معرفت عبادت: پس اب سوچنا چاہئے کہ جبکہ انسانی جسم کو باوجود اس کے فانی ہونے کے تمام اسکی خواہشوں کا سامان دیا گیا ہے۔ تو انسان کی روح کو جو دائمی اور ابدی محبت اور معرفت اور عبادت کے لئے پیدا کی گئی ہے کس قدر اس کی پاک خواہشوں کے سامان دیئے۔ سو وہی سامان خدا کی وحی ہے اور اس کے تازہ نشان ہیں جو ناقص العلم انسان کو یقین تام تک پہنچاتے ہیں۔ خدا نے جیسا کہ جسم کو اس کی خواہشوں کا سامان دیا ایسا ہی روح کو بھی اس کی خواہشوں کا سامان دیا تا کہ جسمانی اور روحانی نظام دونوں باہم مطابق ہوں۔

روحانی غذا۔ محبوب حقیقی کی محبت: جن کو روحانی حس دی گئی ہے وہ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ روح اپنی تکمیل کے لئے ایک روحانی غذا اور پانی کی محتاج ہے جس سے روحانی زندگی قائم رہ سکتی ہے۔ روحانی زندگی کیا چیز ہے؟ وہ اپنے محبوب حقیقی کی محبت اور اس سے قطع تعلق ہو جانے کا خوف ہے اور محبت سے مراد وہ حالت ہے کہ بکلی دل اس

کی طرف کھینچا جائے اور اس کے مقابل پر کوئی دوسرا باقی نہ رہے اور روحانی خوف سے مراد یہ ہے کہ قطع تعلق کے اندیشہ سے گناہ کا مادہ جل جائے اور روح میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جائے اور دنیا میں کوئی ایسی انسانی روح نہیں جو روحانی زندگی کی طالب نہیں ہاں جو لوگ محض دُنیا کے کیڑے ہیں ان کی روح کی بصارت قریبا مردار پڑ جاتی ہے۔

(چشمہ معرفت، ر/خ۔ جلد 23 ص 64-65)

خدا کی محبت کا نمک: پھر اگر انسانی روحیں خدا کے ہاتھ سے نہیں نکلیں اور اس کی پیدا کردہ نہیں تو خدا کی محبت کا نمک کس نے ان کی فطرت پر چھڑک دیا ہے اور کیوں انسان جب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور پردہ غفلت دور ہوتا ہے تو دل اس کا خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور محبت الٰہی کا دریا اس کے صحن سینہ میں بہنے لگتا ہے۔ آخر ان روحوں کا خدا سے کوئی رشتہ تو ہوتا ہے جو ان کو محبت الٰہی میں دیوانہ کی طرح بنا دیتا ہے۔ وہ خدا کی محبت میں ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ تمام چیزیں اس کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب تعلق ہے۔ ایسا تعلق نہ ماں کا ہوتا ہے نہ باپ کا۔ (چشمہ معرفت۔ ر/خ۔ جلد 23 ص 167)

ہمارا بہشت۔ ہمارا خُدا ہے: جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہو گی اور تُو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دُعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان! تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا' کیا تو اس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا؟ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم

رکھے گی ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس
کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق
وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ
نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری
اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں
پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے
اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں
سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس
خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ
خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان
کھلیں اگر تم خدا کے ہو جاؤ گئے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گئے اور
خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دُشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس
کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور
اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دُنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو
ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا
ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک
حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دُنیا کے لئے بیخود کیوں ہوتے؟ خدا ایک پیارا
خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ
بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید مت کرو کہ جو
بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی
اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت

دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے اُن کے تمام اندرونی اعضاء کاٹ دیئے ہیں پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے بن جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔ اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی انہی کے قدم پر چلیں۔ سُنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے؟ صرف ایک عاجز انسان۔ اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ مَیں تمہیں دُنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہئے کہ تمہارے ہر کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا' خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گا اور غیب سے تمہارے لئے کوئی راہ کھولی جائے گی۔۔۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر

ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یکدم گریں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ (کشتی نوح روحانی خزائن ج19 ص23-21)

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں

سیدنا حضرت مسیح موعود کا زُھد

(دُنیا سے بے رغبتی)

اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ یہ دُنیا چاہتا ہے۔ حالانکہ ہم دُنیا سے دُور ہو گئے ہیں۔

غرضِ بیعت: اطلاع: تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ (روحانی خزائن جلد 4 ص 351)

بد بخت منحوس دُنیا: بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے یہ بد بخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور یہ اسی میں مرتے ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن ج 20 ص 77)

آسمان کی بادشاہت: اس جگہ میرا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اگر ہمارے بزرگوں کی ریاست میں فتور نہ آتا تو شاید ہم بھی اسی طرح کی غفلتوں اور تاریکیوں اور نفسانی جذبات میں غرق ہوتے۔ خدا نے ہمیں ان تمام امتحانوں اور آزمائشوں سے بچا لیا کہ جو دولت اور حکومت اور ریاست اور امارت کی حالت میں پیش آتے ہیں اور روحانی حالتوں کا ستیاناس کرتے ہیں یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ان گردشوں اور طرح طرح کے حوادث میں جو حکومت کے بعد تحکم کے زمانہ سے لازم حال پڑی ہیں برباد کرنا نہیں چاہا۔ بلکہ زمین کی ناچیز حکومتوں اور ریاستوں سے ہمیں نجات دے کر آسمان کی بادشاہت عطا کی۔ جہاں نہ کوئی دشمن چڑھائی کر سکے اور نہ آئے دن اس میں جنگوں اور خونریزیوں کے خطرات ہوں اور نہ حاسدوں اور بخیلوں کو منصوبہ بازی کا موقع ملے۔

اللہ لعنت کرے: اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ یہ دنیا چاہتا ہے۔ حالانکہ ہم دنیا سے دور ہو گئے ہیں۔ اور میں آیا ہوں تا کہ لوگوں کو توحید اور صلوٰۃ پر قائم کروں۔ (الاستفتاء ص 41۔ ر/خ/ جلد 22 ص 663)

خوش اور مبارک زندگی: درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعت معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ہیں وہ سب عیش اسے حاصل ہوں پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم کا عذاب ہے۔ جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ ر/خ جلد نمبر 5 ص 123)

خلیفہ آخرالزمان۔ امام الزمان: اور جب میں نے وہ کچھ دیکھا جو میں نے دیکھا (اپنے باپ دادوں کی ناکامی) تو مجھ پر رقت طاری ہوئی۔ پس میں رویا اور میں نے اپنے نفس میں سوچا کہ یہ دُنیا تو غدار ہے اور اس کا انجام ناکامی اور ہلاکت کی تلخی ہے اور اس دُنیا کے گھر کی تنگی مجھے مصیبت معلوم ہوئی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اس کی چمکار سے نفرت کروں۔ پس اللہ نے دُنیا کی محبت اور اس کی زینت کو دیکھنا اور اس کے شجر اور پھل پر مائل ہونا مجھ سے پھیر دیا اور میں گمنامی اور گوشہ تنہائی کو پسند کرتا تھا اور مجلسوں اور عجب اور ریاء کے موقعوں سے میں بھاگتا تھا۔ پس اللہ نے مجھے میرے حجرے سے نکالا اور مجھے لوگوں میں شہرت دی۔ حالانکہ میں اس سے کراہت کرتا تھا اور اس نے مجھے خلیفہ آخرالزمان اور امام الزمان بنایا۔ (الاستفتاء۔ ر/خ جلد نمبر 22 ص 705)

میرا کیا قصور ہے؟: میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا میرا اس میں کیا قصور

ہے؟۔ (حقیقۃ الوحی ص 149 ۔ ر/خ ۔ ج 22 ص 157)

دُعا اور تضرع سے فتح: عربی سے ترجمہ: پس جان لو کہ دُعا ہی وہ حربہ[1] ہے جو مجھے اس زمانہ کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے دیا گیا ہے۔ اور تم ہرگز کامیاب نہ ہو گے مگر اس حربہ کے ساتھ اے دوستو! اور تمام نبی شروع سے آخر تک اس حربہ کی خبر دیتے آئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ مسیح موعود اللہ کے حضور میں دُعا اور تضرع کے ساتھ فتح پائے گا نہ کہ جنگوں اور امت کا خون بہانے کے ساتھ اور دعا کی حقیقت یہ ہے کہ ساری ہمت اور صدق اور صبر کے ساتھ اللہ کی طرف آئے تکلیف دور کرنے کے لئے۔

(تذکرۃ الشہادتین ص 80 ۔ ر/خ جلد نمبر 2 ص 621)

ہدایت میں داخل ہونے کا دروازہ: پس اللہ نے مجھے بھیجا ہے تا اپنے وجود پر دلیل قائم[2] کرے اور تا مجھے اپنے لطف اور بخشش کے باغ کا بہت مہکنے والا پھول بنائے۔ پس میں آیا اور میرے ذریعے اس کا راستہ واضح ہوا۔

(روحانی خزائن ج 20 ص 91)

---

1 یہ خدا اور دعا پر توکل آپ کے صدق پر دلیل ہے۔ دنیوی اسباب یا طاقت کی بجائے دعا کے حربے کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ یہ فکر وعمل غیر معمولی روحانی مقام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اگر آج دنیا اس تعلیم پر ایمان لے آئے تو کل کا سورج طلوع ہونے سے پہلے دنیا بھر سے دہشت گردی اور ہر قسم کا عناد وفساد ختم ہو جائے۔ (ع) اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

---

2 بغیر ظاہری دنیاوی اسباب یعنی دولت۔ حکومت۔ سلطنت طاقت کے مامور من اللہ کی کامیابی سے خدا۔ قادر مطلق خدا کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ یہ ان حوالوں کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا پہلو مسیح موعود کے زھد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تُرشی اور مٹھاس: وما۔۔۔۔ الشا کرین۔ اور یہ دُنیا ایک آنکھ کی جھپک کی طرح ہے جس کی تُرشی اور مٹھاس دونو گزر جاتی ہیں اور جس کی تازگی اور طراوت معدوم ہو جاتی ہے اور اس کی لذت اور عقوبت باقی نہیں رہتی۔ پس اس پر عارفوں کی آنکھ مائل نہیں ہوتی۔ یہ وہ چیز ہے جو میرے رب نے میرے دل میں ڈالی۔ پس تُو اس کو پکڑ لے اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔ **(انجام آتھم۔ ر۔ خ جلد 12 ص 126)**

آسمانوں کی بادشاہت: ترجمہ: اے ملکہ میں ایک شخص ہوں جس کو اللہ نے دنیا سے آخرت کی طرف کھینچ لیا ہے اور اس دنیا کے متعلق میں اس سے سوال نہیں کرتا سوائے دو روٹیوں اور ایک کوزہ پانی کے لئے' اُس (اللہ) نے میرا دِل خواہشات سے پھیر دیا ہے اور میں دنیا میں کوئی بڑائی نہیں چاہتا اور نہ ہی اس کی مرتبت اور نہ زینت۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں ہو جاؤں جن کے لئے جنت میں تخت بچھائے جاتے ہیں اور اس کی نعمتیں دیئے جاتے ہیں اور جنت کے باغوں میں پرورش پاتے ہیں۔

اے ملکہ! میں ایک مسلمان ہوں جس کو اللہ نے اپنا عرفان دیا اور اپنا نور عطا کیا اور اپنی روشنی اور چمک دی اور اس نے میرے سامنے آسمانوں کی بادشاہت رکھی اور اس کو میرے دل کے لئے محبوب کیا اور اس نے مجھے زمین کی بادشاہت دکھائی اور اس کو میرے دل کے لئے مکروہ کیا اور اس نے میرے خیال کو پھیر دیا پس آج وہ میری نظر میں مردار کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بدبودار اور اسی طرح دنیا کی ہر ایک زینت اور مال اور بیٹے **(روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 434-535)**

☆۔۔۔۔☆۔۔۔۔☆

حضرت سیدنا مسیح موعود کا زُھد

واقعات کے آئینے میں

''میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی پر مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو' وہ فوت ہو جائے۔''

ایسی باتوں کے لئے دُعا نہیں کرتے: حضرت مسیح موعود سے آپ کے صاحبزادے میاں محمود احمد کے انٹرنس کے امتحان میں کامیابی کے لئے کسی محبِّ خاندانِ مسیح موعود نے درخواست دعا کی۔ فرمایا۔ ہمیں تو ایسی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ ہم ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ علوم متعارفہ میں کسی قدر دستگاہ پیدا کرلیں جو خدمت دین میں کام آئے۔ پاس فیل ہونے سے تعلق نہیں اور نہ کوئی غرض۔ **(سیرت مسیح موعود ص 381 از مولانا عرفانی)**

اس وقت جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب حال پنشنر ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ جو اعلیٰ حضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں امتحان تحصیل داری میں شریک ہوئے عصر کی نماز کا وقت تھا آپ وضو کر رہے تھے اس وقت مرزا سلطان احمد کا عریضہ ملا۔ آپ نے وضو کر کے اُسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کر کے پھینک دیا اور فرمایا۔ ''مَیں ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتا مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے۔'' اس کے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائے گا۔

(سیرت مسیح موعود از مولانا یعقوب علی عرفانی ص 382)

لباس سے دلچسپی نہیں: لباس سے آپ کو دلچسپی نہیں...... رات دن کے پاس بیٹھنے والے اس بے التفاتی کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔ ایک روز فرمایا کہ ''ہم تو اپنے ہاں سے کاتے اور بنائے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے اب خدا تعالیٰ کی مرضی سے یہ کپڑے لوگ لے آتے ہیں ہمیں تو خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ ان اور ان میں کوئی تفاوت نظر نہیں آتا۔

(سیرۃ مسیح موعود ص 44 از مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

آتھم کے مباحثہ میں آپ نے سفید لٹھے کا ایک کوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کوٹ میں قریباً ایک بالشت کا سوراخ تھا یعنی وہ ایک طرف سے پھٹا ہوا تھا۔ آخری دن تک

آپ وہی کوٹ پہنے رہے اور ذرا بھی پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ آپ کے مزاج میں تکلف اور نمائش نہ تھی۔ (سیرت مسیح موعود ص 20 حاشیہ از مولانا عرفانی)

چند تولے روٹی: ''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ ''کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے' اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دے دیتا تھا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گزارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں۔ بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا...... غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقتِ ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے

کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کس حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا''۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن ج13 ص 197 تا200)

ایک دو ٹکڑے: عبداللہ آتھم مسیحی سے امرتسر میں مئی 1893ء میں آپ کا مباحثہ ہو رہا تھا۔ ایسے اہم دینی علمی مقابلے کے موقع پر حضرت صاحب کا کھانا کیسا ہوتا تھا۔ مولانا عرفانی لکھتے ہیں۔

''ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کھانا رکھنا یا پیش کرنا گھر میں بھول گیا...... یہاں تک کہ رات کا بہت بڑا حصہ گزر گیا اور حضرت نے بڑے انتظار کے بعد استفسار فرمایا تو سب کو فکر ہوئی۔ بازار بھی بند ہو چکا تھا اور کھانا نہ مل سکا۔ حضرت کے حضور صورت حال کا اظہار کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اس قدر گھبراہٹ اور تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ دستر خوان میں دیکھ لو کچھ بچا ہوا ہو گا وہی کافی ہے۔ دستر خوان کو دیکھا تو اس میں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہی کافی ہیں اور ان میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر کھا لئے اور بس''۔ (سیرت مسیح موعود ص333 از مولانا عرفانی)

☆......☆......☆

باب سوئم

1- محبت مصطفیٰ ﷺ سے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے دلبر کے راہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

کافر و مُلحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں   نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہُوں اِن لوگوں کو   رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ   تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمُور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجت پامال   سیف کا کام قلم سے ہی دِکھایا ہم نے
نُور دِکھلا کے ترا سب کو کیا مُلزم و خوار   سب کا دِل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تیری اُلفت سے مٹایا ہم نے   اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اُڑایا ہم نے
تیرا مے خانہ جو اِک مرجعِ عالم دیکھا   خُم کا خُم مُنہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے   تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چُھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات   لاجرم در پہ ترے سر کو جُھکایا ہم نے
دِلبرا! مُجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی   آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے
بخدا دِل سے مرے مِٹ گئے سب غیروں کے نقش   جب سے دِل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا   نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ   تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام   مدح میں تیری وُہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کُوچہ میں مچایا ہم نے

آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ ۱۸۹۳ء

اَیْضًا فِیْ مَدْحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(کرامات الصادقین صفحہ ۲۸ و ۲۹)

يَا قَلْبِيَ اذْكُرْ أَحْمَدَا	عَيْنَ الْهُدٰى مُفْنِي الْعِدَا
اے میرے دل احمد کا ذکر کر	جو ہدایت کا چشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنیوالا ہے
بَرًّا كَرِيْمًا مُّحْسِنًا	بَحْرَ الْعَطَايَا وَالْجَدَا
جو مہربان ہے کریم ہے اور محسن ہے	بخششوں اور سخاوت کا سمندر ہے
بَدْرٌ مُّنِيْرٌ زَاهِرٌ	فِيْ كُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا
چودھویں کا چاند ہے نورانی ہے اور روشن ہے	ہر بات میں اسکی تعریف کی گئی ہے
إِحْسَانُهٗ يُصْبِي الْقُلُوْ	بَ وَحُسْنُهٗ يُرْوِي الصَّدَا
اس کا احسان دلوں کو مائل کرتا ہے	اور اس کا حسن پیاس کو بجھاتا ہے
اَلظَّالِمُوْنَ بِظُلْمِهِمْ	قَدْ كَذَّبُوْهُ تَمَرُّدًا
ظالموں نے اپنے ظلم کی وجہ سے	اسکو سرکشی سے جھٹلایا
وَالْحَقُّ لَا يَسَعُ الْوَرٰى	إِنْكَارُهٗ لَمَّا بَدَا
اور حق ایسی چیز ہے کہ ممکن نہیں کہ مخلوقات	اس کا انکار کرسکے جبکہ وہ ظاہر ہو
أُطْلُبْ نَظِيْرَ كَمَالِهٖ	فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا
اس کے کمالات کا مثیل طلب کرکے دیکھ لے	تو حیران و سرگردان ہو کر نادم ہوگا
مَا إِنْ رَأَيْنَا مِثْلَهٗ	لِلنَّائِمِيْنَ مُسَهِّدَا
ہم نے اس جیسا سوتوں	کو جگانے والا اور کوئی نہیں دیکھا
نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ الَّذِيْ	أَحْيَى الْعُلُوْمَ تَجَدُّدَا
(وہ) اللہ کی طرف سے نور ہے	جس نے علوم کو نئے پیرایہ میں زندہ کیا
اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُجْتَبٰى	وَالْمُقْتَدٰى وَالْمُجْتَدٰى
(وہ) مصطفےٰ ہے اور مجتبیٰ ہے	اور مقتدا ہے اور اس سے عطا طلب کیجاتی ہے

جُمِعَتْ مَرَابِيْعُ الْهُدٰى　　فِيْ وَبْلِهٖ حِيْنَ النَّدٰى

ہدایت کی بارشیں اسکی بارش میں　　اسکی سخاوت کے وقت اکٹھی کی گئی ہیں

نَسِيَ الزَّمَانُ رِهَامَهٗ　　مِنْ جُوْدِ هٰذَا الْمُقْتَدٰى

زمانہ اپنی آہستہ آہستہ مسلسل بارش کو　　اس مقتدا کی بارش کی وجہ سے بھول گیا

اَلْيَوْمَ يَسْعَى النِّكْسُ. اَنْ　　يُّطْفِيْ هُدَاهُ وَ يُخْمِدَا

آج کمینہ آدمی کوشش کرتا ہے کہ　　اسکی ہدایت کو بجھا دے اور ٹھنڈا کر دے

وَاللّٰهُ يُبْدِيْ نُوْرَهٗ　　يَوْمًا وَّاِنْ طَالَ الْمَدٰى

اور اللہ تعالیٰ اس کا نور کسی نہ کسی روز　　ظاہر کردیگا خواہ کتنا ہی لمبا عرصہ ہو جائے

يَا قَطْرَ سَارِيَةٍ وَّعَا　　دٍ. قَدْ عُصِمْتَ مِنَ الرَّدٰى

اے رات کو اور دن کو آنیوالے بادل کی بارش　　تو ہلاکت کے اسباب سے محفوظ و معصوم ہے

رَبَّيْتَ اَشْجَارَ الْاَسِرَّ　　ةِ. بِالْفُيُوْضِ وَ قَرْدَدَا

تو نے نچلی اور اونچی زمین کے درختوں　　کی اپنے فیوض کے ساتھ پرورش کی

اِنَّا وَجَدْنَاكَ الْمَلَا　　ذَ. فَبَعْدَ كَهْفٍ قَدْ بَدَا

ہم نے تجھکو جائے پناہ پایا ہے پس ایسی غار　　(جائے پناہ) کے بعد جو ظاہر ہوئی

لَا نَتَّقِيْ قَوْسَ الْخُطُوْ　　بِ. وَ لَا نُبَالِيْ مُرْهَدَا

ہم کسی حادثات کی کمان سے نہیں ڈرتے　　اور نہ ہم کسی تیز تلوار کی پرواہ کرتے ہیں

لِلّٰهِ حَمْدٌ ثُمَّ حَمْدٌ　　قَدْ عَرَفْنَا الْمُقْتَدٰى

اللہ ہی کے لئے حمد پر حمد ہے کہ　　ہم نے اپنا مقتدا پہچان لیا

يَا صَاحِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ　　اَعْطٰى لَنَا هٰذَا النَّدٰى

اے ساتھی بے شک اللہ تعالیٰ نے　　ہمکو یہ عطا بخشی ہے

هُوَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ الَّتِيْ　　تُعْطِيْ نَعِيْمًا مُّخْلَدَا

وہ ہی ایسی لیلۃ القدر ہے　　جو دائمی نعمت دیتی ہے

2- محبت قرآن سے

ہمارا چاند قرآں ہے

جمال و حسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی، نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

براہین احمدیہ حصہ سوم، ص ۱۸۳
مطبوعہ ۱۸۸۲ء

نورِ فرقاں

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقان ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیرِ بیضا نکلا

مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

صلح کا شہزادہ

امن است در مکانِ محبت سرائے ما

میں نے بار بار کہا اور اب بھی کہتا ہوں کہ انسانوں کی عافیت اور برکت کے لئے میری دعاؤں اور میری توجہ اور میرے وجود کو اور تمام انسانوں کی نسبت زیادہ دخل ہے.....میری نسبت ہی خدا نے فرمایا۔ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم ا۔ یعنی خدا ایسا نہیں کہ اس قوم اور سلطنت پر عذاب نازل کرے۔ جس میں تو ہے۔

(ایام الصلح ص 56-155۔ روحانی خزائن جلد نمبر 14 ص 403)

(یہاں پرحضور نے اپنا جو الھام ماکان اللہ...... درج فرمایا ہے یہ قرآنی آیت آنحضرت کے بارے میں ہے آپ خدا اور مصطفیؐ کی پیش خبریوں کے مطابق فنا فی الرسول اور آپؐ کے ظل و بروز ہیں آپ بروزی طور پر اس آیت کے مصداق ہیں اور آنحضرت کی کامل پیروی کی برکت سے امن عالم کے لئے لازمی وضروری ہیں۔ اس الھام میں دراصل یہ آسمانی قرآنی اشارہ ہے کہ جس معاشرے سے (معاشرے کی خلافِ تعلیم رسولؐ خلافِ قرآن باتوں سے' رسولؐ کی نافرمانی کے باعث) معنوی طور پر رسول اکرمؐ تشریف لے جاچکے ہوں وہاں سے امن رخصت ہو جاتا ہے پاکستان کے نامور مفکر اسلام' سکالر ڈاکٹر اسرار احمد بار بار اپنی تقریروں تحریروں میں کہہ رہے ہیں کہ یہ قوم بنی اسرائیل کی طرح ہوگئی ہے اور خدا کی ناراضگی کے نیچے ہے)۔

حضرت مسیح موعود کا محبت کا نسخہ ہی ان تمام عذابوں فسادوں کا یقینی قطعی شافی علاج ہے۔ اس مضمون کو حضور نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔ ع

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

جنگوں کا خاتمہ: پس خدا کی قسم میرا کلام لوگوں کے دلوں میں زیادہ اثر انداز ہے بہ نسبت لاکھ تلوار کے۔ پس یہی چیز ہے جس سے میں نے جنگوں کا خاتمہ کیا ہے اور قلعوں کو جبر اور ظلم کے بغیر کھول دیا ہے اور مخالف کی یہ طاقت نہیں کہ وہ میرے مقابلہ میں نکلے اور جو نکلا وہ میرے انکار سے فوراً مر جائے گا۔ **(روحانی خزائن ج 16 ص 400)**

اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے غور کریں گے۔ کیونکہ خدا کا مسیح آ گیا اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو۔ اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور

کرتی ہے۔مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے اور کیا ہی سعادت مند وہ شخص ہے جو اس نور میں سے کچھ پاوے۔ (روحانی خزائن جلد نمبر 15 ص 65-64)

(یہ پیش گوئی حضور کی ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے کہ دماغوں میں روشنی پیدا ہو رہی ہے۔اب جبکہ بھارت اور پاکستان کی افواج آمنے سامنے ہیں مسئلہ کشمیر پر خوفناک تصادم کا خطرہ ہے۔عراق پر حملے کے لئے امریکہ۔انگلستان خوفناک اسلحہ' کثیر فوج کے ساتھ گویا عراق کے سر پر کھڑے ہیں مگر ساری دنیا کے عوام دانشور اور اہم حکومتیں جنگ کی بجائے مسئلے کے پر امن حل پر زور دے رہی ہیں۔آج جنگ نہیں بلکہ امن کا نعرہ تمام دنیا لگا رہی ہے۔یہ مسیح موعود کی روحانی علمی فتح ہے)۔

تاریکی کے زمانے کا نور: اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ (مسیح ہندوستان میں ص 13 روحانی خزائن ج 15 ص 13)

پاک دل اور بے شر: اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔جھوٹ مت بولو افتراء مت کرو اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو اور ہر قسم کے گناہ سے بچتے رہو اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ......اور چاہئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اس کی پرستش کرو اور ظلم اور تعدی غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو اور بدصحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی سے بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے

تابع بنو اور چاہئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو اور چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے۔

(روحانی خزائن جلد 14 ص 187-188)

حفاظت کے فرشتے: وکان اللہ ...... عجیب ۔ترجمہ: اور اللہ نے چاہا تھا کہ ان پر رجوع برحمت ہو۔ اگر وہ تضرع اختیار کریں مگر انہوں نے نہ توبہ کی اور نہ تضرع کی پس مجرموں پر ان کا وبال نازل ہوا۔ سوائے ان کے جنہوں نے خشوع کیا اور وہ مصیبتوں کے دن اور راتیں ملعونوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ پس اس وقت مسیح [1] اپنے رب جلیل کے حضور کھڑا ہوگا اور لمبی راتوں میں چیخ و پکار کے ساتھ اپنے رب کو پکارے گا۔ اور اس طرح پگھلے گا جس طرح برف آگ پر پگھلتی ہے اور اس مصیبت کی وجہ سے جو ملک پر ہوگی زاری کرے گا اور اللہ کو جاری آنسوؤں کے ساتھ یاد کرے گا پس اس کی دُعا اس کے رتبہ کی وجہ سے جو اُسے اپنے رب کے حضور حاصل ہوگا سُنی جائے گی اور حفاظت کے فرشتے نازل ہوں گے پھر خدا کرے گا جو کرے گا اور لوگوں کو مصیبت سے بچائے گا۔ پس اس وقت مسیح زمین میں بھی اسی طرح شناخت کیا جائے گا جس طرح وہ آسمان میں شناخت کیا گیا اور عوام اور امراء کے دلوں میں اس کی قبولیت ڈالی جائے گی یہاں تک کہ بادشاہ

---

[1] فی الوقت لمحہ حاضر میں حضرت مسیح موعود کا جانشین آسمان کے نیچے زمین کے اوپر مخلوق خدا کے لئے خدا کی امان پناہ اور حصنِ حصین (محفوظ قلعہ) ہے قوم کی غلطیوں بے ادبیوں کے باوجود پاکستان کے خلاف بھارتی فوجوں کی مکمل جنگی تیاریوں کے باوجود پاکستان ابھی تک جنگ کی ہلاکتوں سے بچا ہوا ہے اس کا راز بطور پیش گوئی اُوپر درج کی گئی حضور کی تحریر میں ہے۔

اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے اور اس کی جانب سے ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔ (روحانی خزائن ج 16 ص 318)

امن، صلاحیت، بنی نوع کی ہمدردی: میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے۔ ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلادے...... اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے۔ [1] (روحانی خزائن جلد نمبر 3 ص 853-852)

امام قائم: عربی سے ترجمہ: اور میں مسیح موعود اور وہ امام قائم ہوں جو زمین کو عدل سے بھر دے گا اور ویران جنگلوں کو پھل دار کر دے گا۔ میرے ساتھ خدا کی صورت خلقت پر ظاہر ہوگی۔ پس اے ہدایت کے طالبو! میرے دروازے پر حاضر ہو جاؤ۔ اپنا حصہ مجھ سے لے لو کہ میں تمہارا امام ہوں۔ تمہیں تمہارے دن یاد دلاتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں۔ (روحانی خزائن جلد 19 ص 172)

مخلوق کی ہمدردی: ''چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے ہمدردی عام ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔'' (روحانی خزائن جلد 17 ص 446)

شان احمدیت: سو تم شان احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہذا اپنے ہر ایک بے جا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین!

---

[1] امامت رابعہ کی برکت سے جماعت ہر قسم کی علمی روحانی۔ اخلاقی۔ دینی روشنی دنیا میں کئی طرق بشمول ایم ٹی اے پھیلا رہی ہے اس روشنی بلکہ روشنیوں میں امن و سلامتی اور صلح کی روشنی بھی شامل و داخل ہے۔

(روحانی خزائن جلد 17 ص 448)

وہ بھی مرجاتا ہے: نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔یعنی دوزخ کیا چیز ہے۔دوزخ وہ آگ ہے جو دلوں پر بھڑکائی جاتی ہے۔یعنی انسان جب فاسد خیال اپنے دل میں پیدا کرتا ہے اور وہ ایسا خیال ہوتا ہے کہ جس کمال کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے مخالف ہوتا ہے تو جیسا کہ ایک بھوکا پیاسا بوجہ نہ ملنے غذا اور پانی کے آخر مرجاتا ہے۔ایسا ہی وہ شخص بھی جو فساد میں مشغول رہا اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کی غذا اور پانی کو نہ پایا وہ بھی مرجاتا ہے۔[1]

(روحانی خزائن جلد 23 ص 62)

اسلام تلوار کا محتاج نہیں: دلوں کو صاف کرو اور نفسانی جوشوں کے تابعدار مت ہو اور سچائی کے ساتھ اور علمی طاقت کے ساتھ اور روحانی برکتوں کے ساتھ اسلام کی مدد کرو نہ یہ کہ تلوار کے زمانہ کی انتظار کرو۔اس دین میں کیا خوبی ہو سکتی ہے جو اپنی ترقی میں تلوار کا محتاج ہے۔سو یقیناً سمجھو کہ اسلام تلوار کا محتاج نہیں۔اسلام اسی خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے جو زمین و آسمان کے دیکھنے سے بھی اس کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔سو ایسے خیالات سے توبہ کرو اور روحانیت کے طالب ہو۔تا تمہارے دل روشن اور پاک ہوں اور تا ہر ایک قسم کا فساد اور فتنہ تم سے دُور ہو اور تا تم پاک دل ہو کر اس خدا کو دیکھ سکو جو بغیر حقیقی پاکیزگی کے نظر نہیں آسکتا۔یہی راہ خدا کے پانے کی راہ ہے۔خدا ہر ایک کو اس کی توفیق دے۔آمین۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 106)

---

[1] یہاں روحانی اخلاقی موت اور جسمانی موت تینوں مراد ہیں پاکستان کی لیڈر شپ ان کی تاریخ پر آپ خود ہی غور کر لیں۔عیاں راچہ بیان!!! (الا ماشاء اللہ)

شرائط بیعت

اول: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور ظلم اور خیانت اور فساد و بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگر چہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

چہارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول، ص 108-109)

(سیدنا حضرت مسیح موعود نے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے دس شرائط بیعت بیان فرمائی ہیں۔ یہ دراصل خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شامل ہونے کیلئے پیش شرط Pre-requisite کے طور پر لازمی وضروری ہیں)۔

ان میں سے اپنی کتاب کے موضوع کے لحاظ سے میں نے اس جگہ چار شرائط درج کی ہیں۔

شرط اول توحید پر قائم ہونے اور شرک سے بچنے کی شرط ہے۔ یہ باقی 9 شرائط کے لئے بنیاد اساس اور اصل الاصول کے طور پر ہے ہر نبی نے اپنی مرکزی بنیادی تعلیم کا اصول یہی بیان کیا ہے کہ ان عبداللہ ربی و ربکم کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ توحید ہر قسم کی تعمیر وترقی وخوشحالی کے لئے لازمی ہے جبکہ شرک روحانی اخلاقی قلبی خرابیوں کی جڑ اور فتنہ فساد بے اطمینانی کی اصل وجہ ہے۔

''اس وقت دنیا میں مسلمانوں پر کیسے کیسے مظالم ہو رہے ہیں بعض جگہ انہیں زندہ جلایا جاتا ہے۔بعض مما لک میں یوں لگتا ہے گویا ان کی نسلی کشی ہو رہی ہے۔مگر مسلمان عقیدے اور عمل میں کتنا کمزور ہو فساد وعناد کی اس شیطانی حد تک نہیں جاتا۔یہ عقیدہ توحید کا اثر ہے۔

شرائط دوم چہارم اور نہم بلکہ تمام باقی شرائط دراصل شرط اول کی قدرے تشریح ورتفسیر صغیر ہیں۔جن شرائط کو اس جگہ درج کیا گیا ہے انہیں غور سے پڑھیں سکون سے ایک ایک لفظ پر غور کرتے ہوئے پڑھیں۔یہ شرائط دراصل امن عالم کے قیام کا منشور ہے۔انسان سے محبت کا عالمی چارٹر ہے ان میں ہر قسم کا امن موجود ہے۔ان میں ضمانت ہے ہر طرح کے امن اور حقیقی اطمینان قلب کی اس میں اندرونی امن یعنی من کی دنیا کا امن ہے جو کئی قسم کی جسمانی بیماریوں ڈپریشن ٹینشن امراض قلب کا روحانی علاج ہے۔ ہر گھر کا امن گلی محلے گاؤں شہر ملک سے لے کر بین الاقوامی امن تک کی ان شرائط میں ضمانت ہے۔یہ دراصل شرائط بیعت آپ کے الہام امن است در مکان محبت سرائے ما' کے دلائل اور عملی ثبوت کے طور پر ہیں۔اس تعلیم سے ہٹ کر نہ امن قائم ہوگا نہ دہشت و وحشت دنیا سے ختم ہوگی۔

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است

محبت انسان سے

واقعات کے آئینے میں

''میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے''

''میرا مکان مسجدیں ہیں اور صالحین میرے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے۔ اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔''

''مرزا اسماعیل بیگ صاحب جن کو بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خادم ہونے کی عزت حاصل ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے مرزا صاحب قبلہ کے ارشاد کی تعمیل میں بعثت سے پہلے مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے تو سواری کیلئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور میں بھی عموماً ہمرکاب ہوتا تھا۔ لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا کہ حضور مجھے شرم آتی ہے۔ آپ فرماتے کہ کیوں تمہیں گھوڑے پر سوار ہونے سے شرم آتی ہے ہم کو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی!!

مرزا اسماعیل بیگ کہتے ہیں کہ جب قادیان سے چلتے تو ہمیشہ پہلے مجھے گھوڑے پر سوار کراتے۔ جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہو جاتا تو میں اتر پڑتا اور آپ سوار ہو جاتے اور اسی طرح جب عدالت سے واپس ہونے لگتے تو پہلے مجھے سوار کراتے اور بعد میں آپ سوار ہوتے''۔ [1] (سیرت مسیح موعود از مولنا عرفانی ص 362-361)

عورتوں' بچوں پر شفقت

''ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کیلئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا۔ اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر

---

[1] اس واقعہ کا ایک سرا تو اس محبت شفقت و ہمدردی کے بحر بے کنار سے ملا ہوا ہے۔ جو آپ کو اپنے رسول رحمت کی پیروی میں غریبوں کمزوروں بلازموں سے تھی اس کا دوسرا سرا ہر قسم و ہر سطح کے امن و سلامتی کے چمن زار سے ملا ہوا ہے۔ حضور کے اس طرح کے بے شمار واقعات میں دراصل آجر اجیر۔ مالک مزدور صنعت کار اور لیبر افسر ماتحت طاقت ور کمزور کے جھگڑوں کو مٹا کر انسانی معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کی حقیقی سچی ناگزیر (Inevitable) تعلیم ہے

ہوشیار کھڑا ہوتا ہے۔ اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے اللہ! اللہ۔ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں۔ جو وقت پر کام آ جاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔

(سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم ص 34-35)

ایک دن خود حضرت فرماتے تھے۔ کہ فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ اور فرمایا ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا۔ اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرم برتاؤ کریں۔

''ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا۔ کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضرت اس بات سے بہت کشیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا ''ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے''۔ **(سیرت مسیح موعود از عرفانی صفحہ 400)**

''حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ میرا مکان مسجد یں ہیں اور صالحین میرے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔''

مولانا عرفانی فرماتے ہیں'' دوستو! خدا کے لیے غور کرو دنیا کے اس عظیم الشان وسیع الحوصلہ کا پتہ دو کہنے کو یہ چار فقرے ہیں مگر اس کے اندر جس قدر معارف اور حقائق کا ذخیرہ ہے' میں یا آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس قلب کی وسعت حوصلگی کا اندازہ

کرو جو کہتا ہے کہ ''خلق اللہ عیالی'' دنیا کی ساری مخلوق کو جو اپنا کنبہ سمجھتا ہے۔ اس کی ہمدردی، رحم، چشم پوشی انکساری مروت کی کوئی حد بھی ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ ہے وہ رب العالمین ہے۔ اسی طرح پر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود کی شان سے دنیا میں نازل ہوا۔ خلق اللہ کو اپنا عیال سمجھتا ہے''۔

تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے۔ صندوقچی ہی آگے رکھ دی

اس عنوان کے تحت حضرت مولانا عرفانی لکھتے ہیں۔ ''حافظ نور احمد صاحب سوداگر پشمینہ لودہانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اور مخلص خدام میں سے ہیں ان کو اپنے تجارتی کاروبار میں ایک بار سخت خسارہ ہوگیا اور کاروبار قریباً بندھی ہوگیا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ کسی دوسری جگہ چلے جایں تا کہ اپنی مالی حالت کی اصلاح کے قابل ہوسکیں ۔۔۔۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی داد و دہش اور جود و سخا کے متعلق میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ آپ تھوڑا دنیا جانتے ہی نہ تھے اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے جب اس سفر کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ روپیہ مانگا۔ حضور ایک صندوقچی جس میں روپیہ رکھا کرتے تھے اٹھا کر لے آئے اور میرے سامنے صندوقچی ہی رکھ دی کہ ''جتنا چاہو لے لو'' حضور کو اس سے بہت خوشی تھی۔ میں نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا گو حضور یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لو۔ اصل بات یہ ہے ۔۔۔۔ وہ اپنے مال کو دوستوں ہی کا مال عملاً سمجھتے تھے اور اس معاملے میں آپ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی اگر کوئی خادم مغائرت کرے۔ حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین نے ایک مرتبہ آپ سے کچھ قرض لیا جب انہوں نے اس روپیہ کو حضرت کی خدمت میں واپس بھیجا تو حضرت نے ناپسند فرمایا اور واپس کر کے فرمایا۔ کہ ''آپ ہمارے روپیہ کو اپنے روپیہ سے الگ سمجھتے ہیں؟''

(سیرت حضرت مسیح موعود جلد سوم ص 317 از مولانا عرفانی صاحب)

حافظ حامد علی صاحب کا بیان ہے ''مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا۔ بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھے باایں سفر میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے۔''اور میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود السلام حافظ حامد علی صاحب کو حاضر غائب اسی پورے نام سے پکارتے یا میاں حامد علی کہتے۔''[1]

(سیرت مسیح موعود مولانا عرفانی ص **349**)

حضرت مولوی عبدالکریم نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے اور اسے شائع کیا ہے کہ چار برس(**1894**ء کا غالبًا واقعہ ہے کیونکہ **1900**ء میں آپ نے یہ بیان شائع کیا تھا۔ عرفانی) کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لودہانہ گئے ہوئے تھے جون کا مہینہ تھا۔ ۔۔۔۔میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے۔ میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اُٹھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سورہوں مسکرا کر فرمایا۔''میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔''

(سیرت مسیح موعود از مولانا یعقوب علی عرفانی ص **155-156**)

آخر میں مولانا عرفانی کے مزید دو حوالے درج کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہوں۔مولانا فرماتے ہیں۔

''غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل اور فعل سے ہمیشہ یہ دکھایا کہ

---

[1] اپنے ذاتی خادم کو حاضر غائب پورے نام مکمل احترام سے پکارتے تھے حضور کی اس پیاری عادت میں دو اہم سچائیاں آپ کی سیرت کے تعلق میں ہیرے کی طرح چمکتی اور مشک کی طرح مہکتی نظر آتی ہیں۔(1) آپ معجزے کی حد تک یک رنگ تھے ایسا شخص غلط دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے لئے دورنگی ناگزیر ہوتی ہے۔(2) دوسرے پہلو کا تعلق احترام آدمیت اور انسان سے محبت سے ہے۔

آپ شرف انسانیت قائم کرنا چاہتے تھے اور آپ نے جات پات کے تمام جھگڑوں اور بکھیڑوں کو جو مزیل حیثیت شرف انسانی ہیں دور کر کے اخوت ومساوات کی ایک رو پیدا کر دی اور اپنے اسوہ حسنہ سے ہمیشہ یہ سبق دیا کہ آپ خدا تعالیٰ کی عاجز درماندہ مخلوق کیلئے حصار اور مامن ہیں اور آپ کے دل میں ہمدردی عامہ کا وہ جذبہ موجود ہے جو رب العالمین کے پیارے اور رحمۃ للعالمین کے بروز کی شایان شان ہے۔

آپ کی ہمدردی کا اجمالی تذکرہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ پر ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ حضرت مخدوم الملت مولانا مولوی عبدالکریم نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ بیت الدعاء کے اوپر میرا حجرہ تھا اور میں اسے بطرز بیت الدعا استعمال کیا کرتا تھا اس میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حالت دعا میں گریہ وزاری کو سنتا تھا آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح پر آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا کرتے تھے۔ کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔ یہ خلاصہ اور مفہوم حضرت مخدوم الملت کی روایت کا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور انکار حق کے باعث آیا مگر آپ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کیلئے اس قدر حریص تھے کہ اس عذاب کے اٹھائے جانے کیلئے (باوجودیکہ دشمنوں اور مخالفوں کی ایک جماعت موجود تھی) رات کی سنسان اور تاریک گہرائیوں میں رورو کر دعائیں کرتے تھے۔ ایسے وقت جبکہ مخلوق اپنے آرام میں سوتی تھی۔ یہ جاگتے تھے اور روتے تھے۔ القصہ آپ کی ہمدردی اور شفقت علیٰ خلق اللہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی''۔ (سیرت مسیح موعود از مولانا عرفانی ص 429-428)

امام الزمان ۔ رفیع الشان

’’خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو اُن کی بھی اُن سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ۔ ر ا خ ۔ جلد 23 ص 332)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہے۔''

(ریویو جلد اوّل نمبر 6 ص 257 بحوالہ ''شان مسیح موعود ص 56 از قاضی محمد نذیر فاضل۔ سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ، مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضیاء الاسلام پریس۔ربوہ)

اب محمدی سلسلہ۔۔۔: اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائمقام ہے۔مگر شان میں ہزار درجہ بڑھ کر۔مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم۔ابن مریم سے بڑھ کر۔

(کشتی نوح۔ر۔خ جلد 19 ص 14)

''جس طرح پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہوں گا''

(اشتہار ستمبر 1903 مندرجہ تبلیغ رسالت جلد۔10 ص 53)

''غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا۔اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین اور دل گیر مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آ چکی ہیں ہم میں پوری ہوں''۔ (روحانی خزائن جلد 15 ص 514)

''یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُرآب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔مگر میدان

میں نکلنا کسی **مخنث** کا کام نہیں ۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا۔

(حضور اس جگہ اپنے مخالفین کو قارون یہودا اسکر یوطی اور ابوجہل کے انجام سے ڈرا رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے وقت کے رسول اور نبی کا دشمن تھا اس قسم کی آپ کی تحریروں سے آسانی سے ایک سادہ انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ آپ اپنا مقام کیا سمجھتے تھے۔ دراصل سچائی کو سمجھنے اور ماننے کے لئے بہت زیادہ علم کی نہیں تھوڑی سی خداخوفی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید فرماتا ہے **ھدی للمتقین** ۔ ہدایت کے لئے تقوی اللہ خداخوفی پیش شرط (**Pre-Requisite**) ہے۔

(روحانی خزائن جلد 17 ص 50-49)

''وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شیر کے پہاڑ پر طلوع ہوا اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں''۔

(روحانی خزائن جلد 17 ص 29)

''اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی''

(روحانی خزائن جلد 20 ص 412-411)

(آنحضرتؐ کی اطاعت میں فیضان ختم نبوت کے طفیل آپؐ کے روحانی فرزند جلیل کا مقام علمی طور پر قرآن حدیث اقوال بزرگان سلف کی روشنی میں ثابت کرنا جتنا ضروری ہے اتنا ہی یہ امر ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کی ان تحریروں کو پیش کیا جائے جن میں حضور اپنی اور اپنے حالات کی مثال گذشتہ انبیاء اور ان کے حالات سے دیتے ہیں۔ کہیں بھی حضور نے اس حوالے سے کسی مجدد کو پیش نہیں کیا۔ بلکہ گذشتہ انبیاء ومرسلین کو پیش کیا اور فرمایا مجھے میری سچائی کو منہاج نبوت پر پرکھو۔ کہیں نہیں فرمایا میری سچائی منہاج مجددیت سے جانچو۔ چونکہ یہ دلیل آسان، عام فہم، سادہ ہے اسلئے تعلیم تربیت دعوۃ الی اللہ کے وقت اس دلیل کو استعمال کرنا چاہئے یہ دلیل آپ کی کتب میں جا بجا کثرت سے اس طرح موجود ہے جیسے گلاب کے پھول میں خوشبو۔ اور چونکہ پھول کی کسی معین جگہ ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صرف اس جگہ خوشبو ہے۔ غالباً اس لئے عام طور پر اس دلیل کو وہ توجہ حاصل نہیں ہے جو میرے خیال میں ضروری اور نہایت اہم ہے۔)